سوال

(3)ناجی گروہ کون ہے کل مسلمان یا کوئی خاص گروہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ناجی گروہ کون ہے؟ کل مسلمان یا ان میں سے کوئی خاص گروہ مراد ہے۔ حدیث

(ما انا علیہ واصحابی)

کا کیا مطلب ہے؟ ازراہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

ناجی گروہ خاص ہے۔ جس کی پہچان نبی ﷺ نے

(ما انا علیہ واصحابی)

بتلائی ہے۔

(ما انا علیہ واصحابی)

کا مطلب ذرا تفصیل چاہتا ہے یہاں اس مسئلہ کو مختصر ذکر کرتے ہیں تفصیل کی گنجائش نہیں اگر تفصیل مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ حق وباطل کا معیار ملاحظہ فرمایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی سب جہنمی ہیں صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کونسا ہے؟ فرمایا:

(ما انا علیہ واصحابی)

جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرقہ حقہ کا معیار دو چیزیں بتلائی ہیں:

ایک اپنی ذات بابرکات، دوم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا وجود باجود

قبل ازیں کہ ان دونوں کی نسبت سے کچھ ذکر کیا جائے تھوڑی سی تمہید سن لیں۔

علمی بحث

جو شے دوسری چیز کا معیار ہو کیا وہ خود معیار کی محتاج ہوگی یا نہ؟ اگر نہ ہو تو معاملہ صاف ہوگیا۔ اگر ہو تو پھر ایک اور معیار کی ضرورت ہوگی جس سے اس معیار کو جانچا جائے۔ اس بنا پر رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کو دیکھنا چاہتے ہیں اس حدیث میں حضور ﷺ نے اپنی ذات کو فرقہ حقہ کا معیار قرار دیا ہے یعنی جس طریق پر آپ ﷺ ہوں گے اسی طریق پر چلنے والا فرقہ حق پر ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شبہ کرے کہ رسول اللہ ﷺ بھی تو فرقہ حقہ میں داخل ہیں تو ان کی جانچ کس طرح ہوگی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی جانچ معجزات اور نشانات وغیرہ سے ہوگی یعنی معجزات اور نشانات وغیرہ سے سمجھ لیا جائے گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور جو کچھ فرماتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے اور حق سے مراد یہاں یہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ پس اس طریق سے بحیثیت رسالت رسول اللہ ﷺ معیار ہوئے۔

دوسری چیز

جس کو رسول اللہ ﷺ نے معیار قرار دیا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ یعنی جس طریق پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں گے اس طریق پر چلنے والا فرقہ حق پر ہوگا جو ان کے خلاف ہوگا وہ باطل پرست ہے۔ اب یہاں دو شبہات ہیں ایک یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی فرقہ میں داخل ہیں تو ان کی جانچ کس طرح ہوگی؟ دوم یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق رسول اللہ ﷺ کے طریق سے جدا ہے یا نہیں؟ اگر جدا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم معاذاللہ باطل پرست ہوئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہی معیار ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم کو معیار کیوں بنایا؟

پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بے شک فرقہ حقہ میں داخل ہیں لیکن ان کے حق پر ہونے کی جانچ صحابیت سے ہوگی یعنی جیسے رسول اللہ ﷺ بحیثیت رسالت معیار ہیں اور آپ کی رسالت معجزات اور نشانات وغیرہ سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بحیثیت صحابیت معیار ہیں اور صحابیت پہچاننے کا معیار الگ ہے۔

تفصیلی بیان

صحابی کی تعریف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات ہوئی ہو اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوگیا ہو۔ ایمان پر خاتمہ کا پتہ کس طرح لگے؟ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جیسے عام طور پر حسن ظن رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو مومن سمجھ لیا جاتا ہے اور حسن خاتمہ کا اعتبار کیا جاتا ہے اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان اور خاتمہ کا پتہ لگایا جائے گا۔ دوم یہ کہ خدا اور رسول کی شہادت ہو کہ فلاں ایمان والا ہے، فلاں کو خدا اور اس کا رسول ﷺ دوست رکھتے ہیں، فلاں جنتی ہے، فلاں سے خدا راضی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ثانی الذکر اصل معیار ہے اور صحابیت کا اعلیٰ مقام ہے اور اول الذکر دوسرے درجہ پر ہے جو ثانی الذکر کے تابع ہے اس لیے رسالہ تعریف اہل السنت میں ہم نے ثانی الذکر پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ہاں اگر اوّل الذکر کسی کے ایمان اور حسن خاتمہ پر قریباً متفق ہوں یہ ثانی الذکر کے حکم میں ہوسکتا ہے۔ بہر صورت صحابہ رضی اللہ عنہم کا معیار ہونا بحیثیت صحابیت ہے جس کا مدار ایمان اور حسن خاتمہ پر ہے۔ جب ایمان اور حسن خاتمہ کا علم ہوگیا تو صحابیت کا پتہ آسانی سے لگ گیا۔ پس اس طریق سے صحابہ رضی اللہ عنہم بحیثیت صحابہ رضی اللہ عنہم معیار ہوئے۔ دوسرے شبہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی لفظی حفاظت کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے۔ اس میں نہ کسی قسم کا اختلاف ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ''

''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محاف ہیں'' (سورۃ الحجر: 9)

خدائی حفاظت کا نتیجہ یہ ہے کہ آج قرآن مجید ہمارے پاس جوں کا توں موجود ہے اس میں زیر زبر تک فرق نہیں پڑا۔ ہاں اس کی تفسیر اور معانی میں بڑا اختلاف ہے، یہی اختلاف فرقہ بندیوں کا منبع ہے۔ ہر فرقہ کا دعویٰ ہے کہ ہماری تفسیر عربیت کی رو سے صحیح ہے اس موقع پر جس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی تفسیر کے موافق ہوگی وہی فرقہ حق ہوگا باقی سب باطل اور گمراہ ہوں گے۔

(ما انا علیہ واصحابی)

سے یہی مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق رسول ﷺ کے طریق سے الگ نہیں مگر جہاں حدیث سے تفسیر نہ ہوسکے وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر رسول ﷺ کا طریق ہے اور وہی خدا کی منشا ہے۔ پس حدیث سے تفسیر نہ ملے وہاں صحابہ رضی اللہ عنہم سے لینی چاہیے کیونکہ ایک تو قرآن مجید ان کی مادری زبان تھا دوم رسول اللہ ﷺ کے صحبت یافتہ اور شاگرد تھے وحی ان کے سامنے اترتی، قرائن اور احوال ان کے سامنے تھے، علم صحیح اور علم صالح رکھتے تھے۔ غرض جتنی باتیں کسی کلام کے صحیح مطلب سمجھنے کے لئے ضروری ہیں وہ ان میں بوجہ اتم موجود تھیں۔ سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی شاگردی، صحبت کا فیض اور مشاہدہ قرائن و احوال یہ وہ چیزیں ہیں کہ بعد والے ان سے محروم ہیں۔ اس اختلاف اور فرقہ بندیوں کے وقت صحیح تفسیر کا معیار رسول اللہ ﷺ نے ان کو قرار دیا ہے۔ ایسے موقع پر صحیح تفسیر خدائی منشا کے مطابق جس کو رسول اللہ ﷺ آگے پہنچانا چاہتے ہیں وہی ہے۔ جو سلف کے موافق ہو۔ ان کے خلاف تفسیر کرنے والا بدعتی، گمراہ، جہنمی ہے۔ خاص کر جس تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف مروی نہ ہو یا جس مسئلہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہو وہ قطعیت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے ایسے موقعہ پر سلف کی مخالفت کرنے والا بعید نہیں کہ کفر تک پہنچ جائے، یعنی اسلام سے بالکل خارج ہو جائے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا

نہیں مانتے یا ختم نبوت کے قائل نہیں، یا جیسے چکڑالوی حدیث ہی کے منکر ہیں حالانکہ حجیت حدیث پر صحابہ رضی اللہ عنہم متفق ہیں۔ اس طرح شیعہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے منکر ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان کی صحابیت کے منکر ہیں بلکہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی خلافت حقہ اور صحابیت پر متفق ہیں اور اس منصب میں ان کو اعلیٰ پایہ دیتے ہیں۔ اس طرح بریلویوں وغیرہ نے سلف اور خیر قرون کے خلاف کئی مسائل ایجاد کر رکھے ہیں جن کا سلف اور خیر قرون میں نام ونشان نہیں ملتا جیسے مروجہ میلاد، روٹی پر ختم، سالانہ عرس وغیرہ بلکہ بعض مسائل سلف کے اور خیر القرون کے صریح مناقض ہیں جیسے حضورﷺ کو حاضر ناظر سمجھنا، بشریت سے انکار کرنا وغیرہ۔ اس طرح نیچریہ، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ بلکہ تقلید شخصی کو فرض واجب جاننے والے اور اس کو شرعی حکم سمجھنے والے یہ سب

(ما انا علیہ واصحابی)

ے خارج ہیں۔ کیونکہ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روش ترک کردی اور قرآن مجید بلکہ حدیث سے بھی استدلال کرنے کے وقت خیر القرون کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ خیر القرون نے قرآن مجید کی کیا تفسیر کی اور حدیث پر کس طرح عمل کیا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص3

محدث فتویٰ